لیلۃ العید کی فضیلت کے متعلق احادیث کی حقیقت

رضا حسن

چاند رات یعنی عید کی پہلی رات پر جاگنے، خاص عبادات کرنے، اور اس کی فضیلت پر وارد تمامت تر احادیث سخت ضعیف و موضوع ہیں، لیکن کچھ لوگوں نے اس مسئلہ پر وارد تمام احادیث کو مجموعی طور پر حسن لغیرہ کی شکل دینے کی کوشش کی ہے جیسا کہ علامہ شہاب الدین البوصیری فرماتے ہیں: "فيقوى بِمَجْمُوعِ طرقه" یعنی یہ حدیثیں اپنے تمام طرق کے ساتھ مل کر قوی ہو جاتی ہیں (مصباح الزجاجہ: 2/85)۔ حالانکہ ان احادیث کا ضعف اتنا شدید ہے کہ ان کا حسن لغیرہ سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہو سکتا بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اس مسئلہ پر تمام احادیث موضوع اور باطل ہیں۔

ان تمام احادیث کی حقیقت نمبر وار درج ذیل ہے:

1۔ حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ

امام ابو القاسم الطبرانی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَالِدِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ: نا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى الْبَلْخِيُّ قَالَ: نا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ رَجُلٍ وَهُوَ: عُمَرُ بْنُ هَارُونَ الْبَلْخِيُّ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ صَلَّى لَيْلَةَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى، لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ»

سیدنا عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص عید الفطر اور عید الاضحی کی راتوں میں نماز پڑھے، اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن سب دل مر جائیں گے"

(المعجم الاوسط للطبرانی (1/57)، والمعجم الکبیر للطبرانی بحوالہ مجمع الزوائد (2/198))

تبصرہ:

یہ روایت چند وجوہ کی وجہ سے سخت ضعیف، مضطرب و موضوع ہے۔

اولا: اس کا راوی عمر بن ہارون متروک اور کذاب شخص تھا۔

امام محمد بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "**وتركوا حديثه**" لوگوں نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا۔ (طبقات ابن سعد: 7/374)

امام علی بن الحسین بن الجنید فرماتے ہیں کہ امام یحیی بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا: "**عمر بن هارون كذاب قدم مكة وقد مات جعفر بن محمد فحدث عنه**" عمر بن ہارون جھوٹا شخص تھا، وہ مکہ میں اس وقت آیا جب جعفر بن محمد وفات پا چکے تھے، لیکن پھر بھی وہ ان سے براہ راست روایت کرتا تھا۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: 6/141، اسنادہ صحیح)

عمر بن ہارون کے اس جھوٹ کی گواہی امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ نے بھی دی ہے (دیکھئے الجرح والتعدیل: 6/141)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "**عُمَر بْن هارون لا أروي عَنْهُ شيئا**" میں عمر بن ہارون سے کچھ روایت نہیں کرتا۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: 6/141، اسنادہ صحیح)

امام عبد اللہ بن صالح الاسدی فرماتے ہیں: "عُمَر بْن هارون كان كذابا" عمر بن ہارون کذاب تھا۔ (تاریخ بغداد للخطیب: 11/ 190، اسنادہ حسن)

امام ابو زرعہ الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابراہیم بن موسی الرازی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ آپ عمر بن ہارون سے روایت کیوں نہیں لیتے؟ تو انہوں نے جواب دیا: "الناس تركوا حديثه" لوگوں نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: 6/765)۔

امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ: " وكان ممن يروي عن الثقات المعضلات ويدعي شيوخا لم يرهم" وہ ان لوگوں میں سے تھا جو ثقہ راویوں سے معضل روایات نقل کرتا، اور ان شیوخ سے روایت کا دعوی کرتا جن کو اس نے دیکھا بھی نہیں تھا۔ (المجروحین لابن حبان: 2/ 90)

اس کے علاوہ بھی کئی محدثین نے اس شخص کو ضعیف، متروک الحدیث، وکذاب قرار دیا ہے مثلا امام نسائی، امام الدارقطنی، امام ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی، زکریا الساجی، حافظ ابن الجوزی، امام ذہبی، حافظ ابن حجر وغیرہ۔

ثانیا: اس روایت کے مرفوع ہونے میں اختلاف ہے۔ امام الشافعی کتاب الام (1/ 231) میں اور ان کے طریق سے امام بیہقی شعب الایمان (5/ 287ح 3438) میں إبراهيم بن محمد بن أبي يحيى نا ثور بن يزيد عن خالد بن معدان عن أبي درداء کے طریق سے اس روایت کو موقوفا یعنی صحابی کے قول کے طور پر روایت کرتے ہیں۔ اس میں نہ صرف ابراہیم بن محمد نے اسے مرفوع روایت کرنے والے عمر بن ہارون کی مخالفت کی ہے بلکہ اس نے اسے ابو درداء کی مسند میں بھی شامل کر دیا ہے۔ اور ابراہیم بن محمد بن ابی یحیی الاسلمی

خود بھی کذاب اور متروک راوی تھا۔ اسے مالک بن انس، یحیی بن سعید، ابن معین، اور ابن حبان وغیرہ نے کذاب جبکہ احمد بن حنبل، البخاری، نسائی، اور دار قطنی وغیرہ نے متروک قرار دیا ہے۔

ثالثا: یہ روایت اضطراب کا شکار ہے۔ بعض اوقات اسے عبادہ بن صامت سے روایت کیا جاتا، بعض دفعہ یہ ابو درداء سے موقوفا مروی ہوتی ہے تو بعض اوقات اسے ابو امامۃ سے روایت کیا جاتا ہے جیسا کہ الترغیب والترہیب لابو القاسم الاصبھانی (1 / 248 ح 373) اور امالیہ الخمیسیۃ لابن شجری میں اسے عمر بن هارون عن ثور بن يزيد عن خالد بن معدان کے طریق سے سیدنا ابو امامۃ سے بھی مرفوعا نقل کیا گیا ہے۔

اسی وجہ سے محدث العصر شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: "موضوع" یعنی یہ جھوٹی اور من گھڑت روایت ہے۔ (سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ: 520)

2۔ حدیث ابی امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ

امام ابن ماجہ اپنی سنن میں روایت کرتے ہیں کہ:

حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الْمَرَّارُ بْنُ حَمُّويَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلَّهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ»

سیدنا ابی امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی نیت سے عید الفطر اور عید الاضحی کی راتوں میں قیام کیا، اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن سب دل مر جائیں گے۔"

(سنن ابن ماجہ: 1/567 ح 1782)

تبصرہ:

اس کی سند بھی سخت ضعیف و مضطرب ہے۔ اور اس کی درج ذیل وجوہات ہیں:

اولا: بقیہ بن الولید بد ترین قسم کی تدلیس کا عادی تھا۔ اسی وجہ سے علامہ البوصیری مصباح الزجاجۃ (2/85) میں فرماتے ہیں: "**إسناده ضعيف لتدليس بقية**" اس کی سند بقیہ بن الولید کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اور حافظ العراقی تخریج الاحیاء میں فرماتے ہیں: "**إسناده ضعيف**" (1/328)۔ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بقیہ بن الولید شریر قسم کی تدلیس کرتا تھا کیونکہ وہ اکثر و بیشتر جھوٹے اور کذاب لوگوں کے طریق سے ثقہ لوگوں کی روایت لیتے تھے، اور بعد میں اپنے اور ان ثقہ لوگوں کے درمیان سے کذاب لوگوں کا نام ہٹا کر ان سے تدلیس کرتے تھے۔ لہذا یہ کہنا بعید نہ ہو گا کہ اس روایت میں انہوں نے اپنے جس شیخ کا نام ساقط کیا وہ انہی کذابین میں سے ہو گا جنہوں نے اس روایت کو ثور بن یزید سے روایت کیا ہے۔ اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ یہی روایت ایک دوسرے طریق میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ ہی سے عمر بن ہارون کذاب سے مروی ہے جو اسے ثور بن یزید عن خالد بن معدان کے طریق سے روایت کرتا ہے جیسا کہ اوپر عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

ثانیا: یہ طریق بھی اسی اضطراب کا نتیجہ ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے یعنی پہلے اسے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا، اب اسے اسی طریق کے زریعے ابو امامۃ سے روایت

کیا جا رہا ہے، اور اگلی روایت میں اسے ابو درداء سے موقوفا روایت کیا جائے گا۔ لہٰذا یہ روایت سخت اضطراب کا شکار ہے۔

اور نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یہ روایت بھی موضوع نہیں تو سخت ضعیف ضرور ہے اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ والے طریق کی ہی ایک بگڑی ہوئی شکل ہے۔

3۔ حدیث ابی الدرداء رضی اللہ عنہ

امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب الام میں روایت کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيد عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: " مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْعِيدِ مُحْتَسِبًا لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ حِينَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ ".

ابراہیم بن محمد نے ہمیں خبر دی، کہا ثور بن یزید نے نے ہمیں خبر دی، انہوں نے خالد بن معدان سے اور وہ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو درداء نے فرمایا: "جو شخص عید کی رات کو اجر و ثواب کی نیت سے قیام کرے، اس کا دل اس وقت نہیں مرے گا جس دن تمام دل مر جائیں گے "

(الام للشافعی: 1/ 264)

تبصرہ:

یہ سند بھی موضوع اور مضطرب ہے۔

اولا: اس کا راوی ابراہیم بن محمد بن ابی یحیی الاسلمی کذاب، متروک، اور حدیثیں گھڑنے والا شخص تھا۔

بلکہ یہ شخص تو تمام فقہاء مدینہ کے نزدیک متفقا طور پر کذاب تھا۔ چنانچہ امام بشر بن المفضل بیان کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ کے فقہاء سے ابراہیم بن ابی یحیی کے بارے میں پوچھا تو ان سب نے یہی جواب دیا کہ یہ شخص کذاب ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: 2/127، اسنادہ صحیح)

اس کے علاوہ امام یحیی بن سعید القطان (الضعفاء الکبیر للعقیلی: 1/62، اسنادہ صحیح)، امام علی بن عبداللہ المدینی (سؤالات ابن ابی شیبہ: 1/124)، امام یحیی بن معین (الضعفاء الکبیر للعقیلی: 1/62، اسنادہ صحیح)، امام یزید بن ہارون (الضعفاء الکبیر: 1/62، اسنادہ صحیح)، امام ابو حاتم الرازی (الجرح والتعدیل: 2/126)، امام ابن الجارود (کتاب الضعفاء بحوالہ اکمال تہذیب الکمال: 1/286)، حافظ ابن حزم الاندلسی (المحلی: 3/133)، اور محمد بن طاہر المقدسی (تذکرۃ الحفاظ: 1/357)، وغیرہ کے نزدیک بھی یہ شخص جھوٹا اور کذاب تھا۔ جبکہ امام مالک (الضعفاء الکبیر: 1/62، اسنادہ صحیح)، امام احمد بن حنبل (العلل: 2/503)، امام بخاری (الضعفاء الصغیر: 1/22)، امام یعقوب بن سفیان الفارسی (المعرفۃ: 3/138)، امام ابو زرعہ الرازی (الجرح والتعدیل: 1/127)، امام محمد بن سعد (طبقات الکبری: 5/493)، امام نسائی (الضعفاء والمتروکین: 1/11)، امام ابو احمد الحاکم (الکنی بحوالہ اکمال: 1/284)، امام ابو یعلی الخلیلی (الارشاد بحوالہ اکمال: 1/286)، امام ابن حبان (1/106)، امام الدارقطنی (الضعفاء والمتروکین: 4/156)، امام ابن عبد البر الاندلسی (24/377)، امام ذہبی (المغنی: 1/23)، حافظ ابن حجر (تقریب، طبقات المدلسین، والاصابہ) اور سیوطی وغیرہ کے نزدیک یہ شخص متروک الحدیث، ضعیف، اور لیس بشئ تھا۔ حتی کہ امام نووی نے فرمایا کہ اس

کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے (مجموع شرح المھذب: 1/ 87)۔ لہٰذا اس شخص کی روایت کے موضوع ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔

ثانیا: یہ روایت بھی اسی اضطراب کا نتیجہ ہے جو پہلی دو روایات میں پایا جاتا ہے۔ اس روایت میں ابراہیم بن محمد نے اسے پہلی دو روایات کی طرح اسی طریق سے روایت کیا ہے لیکن اس بار ابو درداء رضی اللہ عنہ کی طرف اسے منسوب کر دیا گیا۔

لہٰذا یہ روایت بھی موضوع ہی رہی۔

4۔ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ

امام عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی مصنف میں اور انہی کے طریق سے امام بیہقی شعب الایمان میں روایت کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبَّادٍ الدَّبَرِيُّ قَالَ: قَرَأْنَا عَلَى عَبْدِ الرَّزَّاقِ بْنِ هَمَّامٍ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي مَنْ، سَمِعَ ابْنَ الْبَيْلَمَانِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: " خَمْسُ لَيَالٍ لَا تُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءَ: لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ"

ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: "پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعاء رد نہیں ہوتی: جمعۃ کی رات، رجب کی پہلی شب، نصف شعبان کی رات، اور دونوں عیدین کی راتیں"

(مصنف عبد الرزاق: 4/ 317 ح 7927، و شعب الایمان للبیہقی: 5/ 288 ح 3440)

تبصرہ:

یہ روایت سخت ضعیف و موضوع ہے بلکہ اس کی پوری سند ہی ضعف سے بھری ہوئی ہے۔

اولا: امام عبد الرزاق آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے اور اسحاق الدبری نے ان سے اختلاط کے بہت بعد روایت کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ ہم عبد الرزاق کے پاس دو سو (ہجری) سے پہلے گئے تھے اور ان کی نظر صحیح تھی، جس نے ان کے نابینا ہونے کے بعد سنا تو اس کا سماع ضعیف ہے۔ (تاریخ ابی زرعہ الدمشقی: 1160، وسندہ صحیح)۔

امام ابن الصلاح فرماتے ہیں: "قَدْ وَجَدْتُ فِيمَا رُوِيَ عَنِ الطَّبَرَانِيِّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَحَادِيثَ اسْتَنْكَرْتُهَا جِدًّا، فَأَحَلْتُ أَمْرَهَا عَلَى ذَلِكَ، فَإِنَّ سَمَاعَ الدَّبَرِيِّ مِنْهُ مُتَأَخِّرٌ جِدًّا" طبرانی کے زریعے جو روایات اسحاق بن ابراہیم الدبری عن عبد الرزاق سے مروی ہیں ان میں میں نے شدید نکارت پائی ہے۔۔۔ کیونکہ الدبری کا سماع عبد الرزاق سے بہت بعد کا ہے (مقدمۃ ابن الصلاح: ص 396)۔

اسی طرح امام ذہبی فرماتے ہیں کہ الدبری نے عبد الرزاق سے ان کی تصانیف کا سماع کیا ہے جبکہ وہ تقریبا سات سال کا بچا تھا، لیکن اس نے عبد الرزاق سے منکر روایات نقل کی ہیں (میزان الاعتدال: 1/181)

ثانیا: اس سند میں امام عبد الرزاق کا شیخ نامعلوم ہے۔

ثالثا: محمد بن عبد الرحمن بن البیلمانی سخت ضعیف اور متہم راوی ہے۔ امام یحیی بن معین اس کے متعلق فرماتے ہیں: "ليس بشيءٍ" (تاریخ ابن معین روایۃ الدارمی: ترجمہ 740)۔

امام ابو حاتم الرازی (الجرح والتعدیل: ج 7 ت 1694)، امام بخاری (تاریخہ الکبیر: ت 484، ضعفاء الصغیر: ت 329)، امام نسائی (الضعفاء والمتروکین: ت 526)، اور امام ابو

نعیم الاصبھانی (الضعفاء لابی نعیم: ت 216) فرماتے ہیں: "**منكر الحديث**"۔ امام ابو احمد بن عدی الجرجانی فرماتے ہیں: "**وَكُلُّ مَا رُوِيَ عنِ ابْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ فالبلاء فيه من بن الْبَيْلَمَانِيِّ، وَإذا رَوَى عنِ ابْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ مُحَمد بْنُ الْحَارِثِ هَذَا فجميعا ضعيفان مُحَمد بن الْحَارِثِ، وَابْنُ الْبَيْلَمَانِيِّ وَالضَّعْفُ عَلَى حَدِيثِهِمَا بَيِّنٌ**" جو کچھ بھی ابن البیلمانی سے مروی ہے اس سب کی بلاء (ضعف) ابن البیلمانی کی وجہ سے ہے۔۔۔ ابن البیلمانی اور محمد بن حارث دونوں ضعیف ہیں، اور ان دونوں کی حدیثوں میں ضعف واضح ہے (الکامل لابن عدی: 7/388)۔

محمد بن عبد الرحمن ابن البیلمانی کی روایت اس کے باپ سے خصوصا موضوع ہوتی ہے کیونکہ یہ شخص اپنے باپ پر جھوٹ بولتا اور حدیثیں گھڑتا تھا۔ امام محمد بن حبان البستی نے فرمایا: "**حدث عَن أبيه بنسخة شبيها بمئتي حديث كلها موضوعة، لا يجوز الاحتجاج به ولا ذكره في الكتب إلا على جهة التعجب**" ابن البلیمانی نے اپنے باپ یعنی عبد الرحمن ابن البیلمانی سے ایک نسخہ روایت کیا جس میں تقریبا 100 روایتیں ہیں اور وہ سب کی سب موضوع یعنی من گھڑت ہیں، اس شخص سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کا ذکر کسی کتاب میں کیا جائے سوائے بطور تعجب (المجروحین لابن حبان: 2/264-265) اور ایک دوسرے مقام پر امام ابن حبان فرماتے ہیں: "**يضع على أَبِيه الْعَجَائِب**" یعنی یہ شخص اپنے باپ پر عجیب عجیب روایات گھڑتا تھا (الثقات لابن حبان: 5/91)۔ امام البزار فرماتے ہیں: "**أحاديثه عَن أبيه كثيرة المناكير**" اپنے باپ سے اس کی روایتوں میں بہت منکر روایتیں پائی جاتی ہیں (کشف الاستار: 678، 2058)۔ اور خاص اس سند کے متعلق امام ابو عبد اللہ الحاکم

نے فرمایا: "يروي عَن أبيه عن ابن عُمَر المعضلات" اس نے اپنے باپ کے زریعے ابن عمر سے معضل روایات بیان کی ہیں (المدخل الی الصحیح: 197)۔ لہٰذا اس شخص کی روایت خصوصا اس طریق سے اور اپنے باپ سے موضوع و من گھڑت ہوتی ہے۔

رابعا: محمد بن عبد الرحمن کا باپ عبد الرحمن ابن البیلمانی بھی ضعیف راوی تھا۔ امام ابو حاتم الرازی اس کے بارے میں فرماتے ہیں: "لین" یعنی کمزور ہے (الجرح والتعدیل: ج 5 ت 1018)۔ امام ابو الحسن الدارقطنی فرماتے ہیں: "ضعيف، لا تقوم به حجة" (سنن الدارقطنی: 4/156 ح 3259)۔ اور حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں: "ضعيف" (تقریب: 3819)۔

لہٰذا یہ روایت موضوع و من گھڑت ہے سوائے ایک صحابی کے ساری سند پر کلام ہے۔ یہ روایت ایک دوسرے طریق سے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کا ذکر آگے ان شاء اللہ آئے گا۔

5۔ حدیث کردوس

امام ابو سعید ابن الاعرابی البصری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

نا عَلِيٌّ، نا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنِي الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عِيسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ الْجَزَرِيِّ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ كُرْدُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْيَا لَيْلَةَ الْعِيدِ، وَلَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ

کردوس سے روایت ہے کہ: "جو شخص عید اور نصف شعبان کی راتوں کو (عبادت کی غرض سے) جاگے گا، اس کا دل نہیں مرے گا جس دن تمام دل مر جائیں گے"

(معجم ابن الاعرابی: 3/1047 ح 2252)

تبصرہ:

اس کے علاوہ یہ حدیث العلل المتناہیۃ فی الاحادیث الواھیۃ لابن الجوزی (2/72 ح 924) میں بھی یحیی بن عبد اللہ بن بکیر کے طریق سے مروی ہے۔ اس کے علاوہ حافظ ابن حجر کے مطابق اس حدیث کو حسن بن سفیان، عبدان المروزی، ابن شاہین، اور علی بن سعید العسکری نے بھی صحابہ پر لکھی ہوئی اپنی اپنی کتب میں مروان کے طریق سے روایت کیا ہے (الاصابہ: 5/580)۔ اس روایت کی سند سخت ضعیف و موضوع ہے۔

اولا: عیسی بن ابراہیم بن طہمان القرشی الہاشمی منکر و متروک الحدیث ہے۔

امام احمد بن حنبل نے اسے "لَيْسَ بِشَيْءٍ" قرار دیا (العلل و معرفۃ الرجال روایۃ المروزی: 1/117)۔ امام یحیی بن معین فرماتے ہیں: "لَيْسَ بِشَيْءٍ" (تاریخ ابن معین روایۃ الدوری: 4/161، الضعفاء الکبیر للعقیلی: 3/395، وسندہ صحیح)۔ امام بخاری فرماتے ہیں: "مُنْكَرُ الْحَدِيثِ" (تاریخ الکبیر للبخاری: 6/407، الضعفاء الصغیر للبخاری: 1/103، العلل الکبیر للترمذی: 1/394)۔ امام ابو حاتم الرازی فرماتے ہیں: "مَتْرُوكُ الحَدِيث" (الجرح والتعدیل: 6/272)۔ امام نسائی فرماتے ہیں: "مُنْكَرُ الْحَدِيثِ" (الضعفاء والمتروکین للنسائی: 1/76)۔ امام ابن حبان فرماتے ہیں: "يروي الْمَنَاكِير" (المجروحین لابن حبان: 2/121)۔ امام ابن عدی فرماتے ہیں: "وعامة رواياته، لاَ يُتَابَعُ عَليها" (الکامل لابن عدی:

6/441)۔ امام ابو جعفر العقیلی فرماتے ہیں: "حَدِيثُهُ غَيْرُ مَحْفُوظٍ" اس کی حدیث غیر محفوظ ہے (الضعفاء الکبیر: 3/395)۔ ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی فرماتے ہیں: "مَتْرُوك الحَدِيث" (ذخیرۃ الحفاظ: 2/929)۔ امام ذہبی فرماتے ہیں: "هَالك" (تلخیص کتاب الموضوعات: 1/79)۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: "متروك" (لسان المیزان: 6/115، ترجمہ موسی بن ابی حبیب)۔

ثانیا: سلمۃ بن سلیمان الجزری ضعیف ہے۔

امام ابن عدی الجرجانی فرماتے ہیں: "وبعض ما يرويه لا يتابعه عليه أحد" جو کچھ اس نے روایت کیا ہے ان میں سے بعض روایات میں کسی نے اس کی متابعت نہیں کی ہے (الکامل لابن عدی: 4/365)۔ امام ذہبی نے اسے دیوان الضعفاء اور میزان میں ذکر کیا ہے اور اس کی تضعیف ہی کو برقرار رکھا ہے۔ (میزان: 2/190، دیوان الضعفاء: 1/168)۔

ثلاثا: مروان بن سالم الغفاری ابو عبد اللہ الجزری متروک اور متہم بالکذب شخص تھا۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: "ليس بثقة" (العلل ومعرفۃ الرجال روایۃ عبد اللہ: 2/210)۔ امام یعقوب بن سفیان الفارسی فرماتے ہیں: "منكر الحديث لا يحتج بروايته ولا يكتب أهل العلم حديثه إلا للمعرفة" یعنی وہ منکر الحدیث ہے اس کی روایت اس سے حجت نہیں پکڑی جاتی اور نہ ہی اس کی حدیث کو اہل علم لکھتے ہیں سوائے بطور معرفت (المعرفۃ والتاریخ: 3/42-50)۔ امام نسائی فرماتے ہیں: "متروك الحديث" (الضعفاء والمتروکین: ت 558)۔ امام مسلم بن الحجاج فرماتے ہیں: "متروك الحديث" (الکنی والاسماء لمسلم)۔ امام بخاری فرماتے ہیں: "منكر الحديث" (تاریخ الکبیر للبخاری: ج 7 ت 1602، الضعفاء الصغیر

للبخاری: ت 353)۔ امام ابو حاتم الرازی فرماتے ہیں: "منكر الحديث جدا" (الجرح والتعدیل: ج 8 ت 1255)۔ امام ابو احمد بن عدی الجرجانی فرماتے ہیں: "عامة حديثه لا يتابعه الثقات عليه" یعنی اس کی عام حدیثیں ثقات کی متابعت نہیں کرتیں (الکامل لابن عدی: 3/136)۔ امام ابو جعفر العقیلی فرماتے ہیں: "أحاديثه مناكير لا يتابع عليها إلا من طريق يقاربه" (الضعفاء الکبیر: ص 11)۔ امام ابن حبان نے اسے المجروحین میں ذکر کیا اور فرمایا: "كان ممن يروي المناكير عن المشاهير ويأتي عن الثقات ما ليس من حديث الأثبات، فلما كثر ذلك في روايته بطل الاحتجاج بأخباره" یعنی وہ ان لوگوں میں سے ہے جو مشہور راویوں سے منکر روایتیں نقل کرتے ہیں، اور ثقہ راویوں سے ایسی چیزیں بیان کرتے ہیں جو مستحکم حدیثوں میں سے نہیں ہوتی، لہٰذا جب اس نے اپنی روایت میں یہ کثرت سے کرنا شروع کر دیا تو اس کی خبر سے حجت پکڑنا باطل ٹھہرا (3/13)۔ امام الدارقطنی فرماتے ہیں: "متروك الحديث" (العلل للدارقطنی: 1/200)۔ ابن حجر نے التہذیب میں کہا کہ الساجی نے اسے کذاب اور حدیثیں گھڑنے والا قرار دیا ہے (10/94)۔ اور خود ابن حجر نے اسے متروک الحدیث اور متہم بالکذب قرار دیا ہے (الاصابہ: 5/580)۔

رابعا: محمد بن کردوس کی توثیق سوائے ابن حبان (الثقات: 9/34 ت 15031) کے کسی سے بھی ثابت نہیں ہے اور امام ابن حبان اپنے تساہل کی وجہ سے مشہور ہیں لہٰذا ابن کردوس مجهول الحال ہی رہتا ہے۔

خامسا: کردوس بھی مجہول الحال راوی ہے، ابن شاہین اور ابن حجر وغیرہ نے اس کا ذکر اپنی الصحابہ میں کیا ہے لیکن اس کا صحابی ہونا ثابت نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر تقریب میں اس کے

بارے میں فرماتے ہیں: "مقبول من الثالثة" (1/461)۔ امام شمس الدین الذہبی اور امام ابن حجر العسقلانی میزان اور لسان میں اس روایت کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ: "وهذا حديث منكر مرسل" یہ حدیث منکر اور مرسل ہے (میزان: 3/308، لسان: 6/257) یعنی ان کے نزدیک بھی کردوس صحابیِ رسول نہیں ہے۔ لہٰذا اس روایت میں کردوس کی جہالت کے ساتھ ساتھ اس کا ارسال بھی شامل ہے۔

الغرض یہ سند بھی نہایت ہی مظلوم اور موضوع ہے۔ حافظ ابن الجوزی اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هَذَا حَدِيثٌ لا يَصِحُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وفيه آفات---" یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت نہیں ہے اور اس میں بہت آفتیں ہیں (العلل المتناہیۃ: 2/72)۔

6۔ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ

امام ابن الجوزی اپنی کتاب مثیر الغرام اور العلل المتناہیۃ میں روایت کرتے ہیں:

أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ طَاهِرٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو سَعْدٍ الْكَنْجَرُوذِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو سَعِيدٍ الصَّيْرَفِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ، أَنْبَأَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ زَيْدٍ الْعَمِّيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ أَحْيَا اللَّيَالِيَ الْأَرْبَعَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ: لَيْلَةَ التَّرْوِيَةِ، وَلَيْلَةَ عَرَفَةَ، وَلَيْلَةَ النَّحْرِ، وَلَيْلَةَ الْفِطْرِ "

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص چار راتوں میں (عبادت کی غرض سے) جاگے اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے: ترویۃ (8 ذوالحجہ) کی رات، عرفۃ کی رات، قربانی کی رات (عید الاضحی)، اور (عید) الفطر کی رات"

(مثیر الغرام الساکن الی اشرف الاماکن لابن الجوزی: 1/ 174، العلل المتناہیۃ: 2/ 77)

تبصرہ:

ابن الجوزی کے علاوہ یہ حدیث سوید بن سعید کے طریق سے الترغیب والترہیب لابی القاسم الاصبھانی (1/ 248 ح 374)، مشیخۃ السہروردی (1/ 99 ح 43)، مسند الفردوس للدیلمی (ق: 148)، امالی ابی الفتح المقدسی (1/ 4 ح 3) اور انہی کے طریق سے تاریخ دمشق لابن عساکر میں بھی مروی ہے۔

یہ روایت بھی اس سند کے ساتھ موضوع و من گھڑت ہے جیسا کہ شیخ ناصر الدین البانی نے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (522) میں فرمایا ہے۔

امام ابن الجوزی اس کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هَذَا حَدِيثٌ لا يَصِحُّ قَالَ يحيى عبد الرحيم كَذَّابٌ وَقَالَ النَّسَائِيُّ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ" یہ حدیث صحیح نہیں ہے، یحیی کہتے ہیں کہ عبد الرحیم کذاب ہے اور النسائی فرماتے ہیں کہ یہ متروک الحدیث ہے (العلل المتناہیہ: 2/ 78)

حافظ ابن حجر اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں: "هذا حديث غريب، في سنده راوٍ متروك" یہ حدیث غریب ہے اس کی سند میں ایک متروک راوی ہے (تخریج الاذکار)

اس سند میں کئی تاریکیاں ہیں:

اولا: سوید بن سعید مختلف فیہ راوی ہے۔ امام ذہبی کہ نزدیک یہ راوی کم از کم حسن الحدیث ہے، لیکن جب سے وہ نابینا ہوا تو شدید اختلاط کا شکار ہو گیا اور ایسی ایسی چیزیں روایت کرنے لگا جن میں شدید نکارت اور فحش غلطیاں شامل ہوتیں۔ اسی لیے حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے

ہیں: "صدوق فی نفسه إلا أنه عمی فصار يتلقن ما ليس من حديثه فأفحش فيه" یہ راوی فی نفسہ صدوق ہے لیکن جب سے وہ نابینا ہوا تو ایسی چیزوں کی تلقین پر اتر آیا جو اس کی حدیثوں میں سے نہ تھیں اور ان میں فحش غلطیاں کرنے لگا (تقریب التہذیب)۔ اور اس حدیث میں یہ معلوم نہیں ہے کہ ابو لبید محمد بن ادریس نے اس سے اختلاط کے پہلے سنا ہے یا بعد میں، لہٰذا اس کی حدیث ضعیف و منکر رہے گی۔

ثانیا: عبد الرحیم بن زید العمی متروک الحدیث اور کذاب راوی ہے۔ امام ابو جعفر العقیلی اپنی الضعفاء میں امام یحیی بن معین سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس کے متعلق فرمایا: "كذاب خبيث" (بحوالہ اکمال: 8/260، تہذیب: 6/305، وغیرہ)۔ امام ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی فرماتے ہیں کہ یہ: "غير ثقة" ہے (احوال الرجال: ت 360)۔ امام ابو زرعہ الرازی فرماتے ہیں: "واهي، ضعيف الحديث" (الجرح والتعدیل: 5/الترجمہ 1603)۔ امام ابو حاتم الرازی فرماتے ہیں: اس کی حدیث کو ترک کر دو وہ منکر الحدیث ہے، اس نے اپنے باپ کو برباد کر دیا اور اس سے تباہ کن اور آفتوں والی حدیثیں بیان کی ہیں (الجرح والتعدیل: 5/ترجمہ 1603)۔ امام بخاری فرماتے ہیں: "تركوه" (تاریخ الکبیر للبخاری: 6/ترجمہ 1844)۔ امام نسائی فرماتے ہیں: "متروك الحديث" (الضعفاء والمتروکین: ت 368)۔ امام ابو جعفر العقیلی اسے اپنی الضعفاء میں اس کا ذکر میں فرماتے ہیں: "لا يُتَابَعُ عَلَيْهِ ولا عَلَى كَثِيرٍ من حديثه" اس کی اور اس کی بیان کردہ بہت سے حدیثوں میں اس کی کوئی متابعت نہیں ہے (3/78)۔ اپنے باپ اس کی روایت خصوصا مردود اور مزید ضعف میں مبتلا ہوتی ہے چنانچہ امام ابن حبان فرماتے ہیں: "يروي عَن أبيه العجائب لا يشك

من الحديث صناعته أنها معمولة أو مقلوبة كلها" (المجروحين: 2/161)۔ لہذا اس کی حدیث کے موضوع ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا۔

ثالثا: اس کا باپ، زید بن الحواری العمی، بھی ضعیف راوی تھا۔ امام یحیی بن معین فرماتے ہیں: "لا شيء" وہ کچھ چیز نہیں (الجرح والتعدیل: 3/ترجمہ 2535) ایک اور مقام پر آپ نے اسے ضعیف بھی کہا ہے۔ امام ابو زرعہ الرازی فرماتے ہیں: "ليس بقوي، واهي الحديث، ضعيف" (الجرح والتعدیل: 3/ترجمہ 2535)۔ امام ابن حبان نے تو اسے سخت ضعیف اور کتابت کے قابل بھی نہیں سمجھا، فرماتے ہیں: "يروي عن أنس أشياء موضوعة لا أصل لها حتى يسبق إلي القلب أنه المتعمد لها، وكان يحيى يمرض القول فيه، وهو عندي لا يجوز الاحتجاج بخبره ولا كتابة حديثه إلا للاعتبار" اس نے انس رضی اللہ عنہ نے من گھڑت حدیثیں روایت کیں جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی حتی کہ دل میں آیا کہ یہ جان پوچھ کر ایسا کرتا ہے، اور یحیی تو اس کے متعلق بہت برا خیال کرتے تھے، اور وہ میری نزدیک اس قابل نہیں کہ اس کی خبر سے حجت لی جائے اور نہ ہی اس کی حدیث لکھی جائے سوائے اعتبار کے (المجروحین: 1/309)۔

الغرض یہ سند سخت ضعیف اور موضوع ہے جیسا کہ شیخ البانی فرماتے ہیں: "فالإسناد ظلمات بعضها فوق بعض!" (سلسلۃ الضعیفۃ: 522)۔

7۔ حدیث ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ

مسند الفردوس (5/274) میں امام الدیلمی (المتوفی 509ھ) روایت کرتے ہیں:

أخبرنا بنجير ، أخبرنا جعفر الأبهري ، حدثنا محمد بن المظفر ، حدثنا أحمد بن كعب الواسطي ، [حَدَّثَنَا محمد بن عبد الوهاب بن مرزوق الواسطي] حدثنا سعيد بن [عيسى] بن معن ، حدثنا مالك بن أنس ، عن هشام بن عروة ، عن عمرة ، عن عائشة قالت : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " يسح الله الخير في أربع ليال سحاً , ليلة الأضحى والفطر وليلة النصف من شعبان ، تنسخ فيها الآجال والأرزاق ، ويكتب فيها الحج وفي ليلة عرفة إلى الآذان " .

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار راتیں ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ خیر نازل کرتا ہے، لیلۃ الاضحیٰ، (لیلۃ) الفطر، اور لیلۃ النصف من شعبان، اس میں اللہ تعالیٰ اموات اور رزق کی تقرری لکھتا ہے اور اسی میں حج کرنے والوں کا ریکارڈ لکھا جاتا ہے، اور (چھوٹی رات ہے) لیلۃ عرفۃ سے (صبح کی) اذان تک۔

(بحوالہ الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس مما ليس في الكتب المشهورة للحافظ ابن حجر – مخطوط: 3007/1 ح 3164)

تبصرہ:

یہ حدیث امام خطیب البغدادی نے بھی اپنی کتاب الرواۃ عن مالک میں محمد بن المظفر کے طریق سے روایت کی ہے (بحوالہ لسان المیزان: 1/582، 4/70) اور امام ابن الجوزی نے بھی اسے محمد بن المظفر کے طریق سے روایت کیا ہے (مثیر الغرام: 1/176)۔ اس کے علاوہ امام ابو الحسن الدارقطنی نے یہ حدیث اپنی کتاب غرائب مالک میں درج ذیل اسناد و متن کے ساتھ روایت کی ہے:

حَدَّثَنا أحمد بن محمد بن إسحاق قال: حَدَّثَنا أحمد بن كعب الواسطي، حَدَّثَنا محمد بن عبد الوهاب بن مرزوق الواسطي، حَدَّثَنا سعيد بن عيسى، حَدَّثَنا مالك، عن هشام بن عروة، عن عمرة، عن عائشة مرفوعا: ينسخ الله في أربع ليال الآجال والأرزاق: في ليلة النصف من شعبان والأضحى والفطر وليلة عرفة

(غرائب مالک للدارقطنی بحوالہ لسان المیزان لابن حجر العسقلانی: 1/582، 4/70)

فائدہ: ان تینوں سندوں میں سعید بن عیسی اور احمد بن کعب کے درمیان عبد الوہاب کا واسطہ بھی ہے جو کہ الدیلمی کی سند میں غلطی سے رہ گیا ہے کیونکہ ابن الجوزی اور امام خطیب بغدادی نے بھی اسے محمد بن المظفر سے روایت کیا ہے اور انہوں نے بھی عبد الوہاب کا واسطہ ذکر کیا ہے جیسا کہ ابن حجر کے قول " قالا (دونوں نے کہا)" سے معلوم ہوتا ہے (لسان المیزان) لہٰذا الدیلمی کی سند میں غلطی ہے جس کو بریکٹس میں ٹھیک کر دیا گیا ہے۔

یہ سند غریب ترین اسانید کی اقسام میں سے ہے اور یہ حدیث بھی سخت ضعیف، باطل، اور موضوع ہے:

اولا: احمد بن کعب الذارع الواسطی مجہول الحال ہے بلکہ اس حدیث کے محققین مثلا ابن حجر، الدارقطنی وغیرہ نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے (دیکھئے لسان المیزان: 1/582، 4/70)

ثانیا: محمد بن عبد الوہاب بن مرزوق الواسطی بھی ضعیف ہے (دیکھئے لسان المیزان: 1/582، 4/70)۔

ثلاثا: سعید بن عیسی بن معن بھی ضعیف ہے (لسان: 1/528، 4/70)۔

بلکہ امام ذہبی سعید بن عیسی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "**عن مالك بخبر باطل، لكن الإسناد إليه ظلمة**" اس نے مالک سے ایک باطل خبر روایت کی ہے لیکن اس تک اس کی اسناد بھی مظلوم ہے (میزان: 2/154، لسان: 4/70)۔

نوٹ: امام ذہبی اسی حدیث عائشہ کی بات کر رہے ہیں کیونکہ اس شخص سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے۔ الغرض امام ذہبی اور ابن حجر نے اس حدیث کو باطل قرار دیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ اس سند کے باقی رواۃ پر بھی ان کی طرف سے جرح ہے۔

اور امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابو الحسن الدارقطنی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "**لا يصح، ومن دون مالك ضعفاء**" یہ حدیث صحیح نہیں ہے، مالک سے پہلے کے تمام راوی ضعیف ہیں (غرائب مالک بحوالہ لسان المیزان: 1/582)۔

اس کے علاوہ علامہ نور الدین ابن عراق الکنانی سعید بن عیسی بن معن کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "**روى عَن مَالك حَدِيثا مَوْضُوعا لكِن السَّنَد إِلَيْهِ مظلم**" اس نے مالک سے ایک موضوع حدیث روایت کی ہے لیکن اس تک اس کی سند بھی مظلوم ہے (تنزیہ الشریعۃ: 1/63)۔ الغرض ان کے نزدیک یہ حدیث موضوع و من گھڑت ہے۔

لہٰذا ایسی باطل اور موضوع حدیث کو متابعت میں بھی پیش کرنا جائز نہیں ہے۔

8۔ حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ

امام ابن عساکر تاریخ دمشق میں روایت کرتے ہیں:

أخبرنا أبو الفتح نصر الله بن محمد حدثنا نصر بن إبراهيم أنبأنا أبو سعيد بندار بن عمر الروياني أنبأنا أبو محمد عبد الله بن جعفر الخبازي أنبأ أبو علي الحسن بن علي بن

محمد بن بشار الزاهد بهمذان قراءة عليه من أصل سماعه أنبأنا علي بن محمد القزويني حدثنا إبراهيم بن محمد بن برة الصنعاني حدثنا عبد القدوس حدثنا إبراهيم بن أبي يحيى عن أبي قعنب عن ابي أمامة الباهلي قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) خمس ليال لا ترد فيهن الدعوة أول ليلة من رجب وليلة النصف من شعبان وليلة الجمعة وليلة الفطر وليلة النحر

ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعاء رد نہیں ہوتی: رجب کی پہلی رات، نصف شعبان کی رات، جمعہ کی رات، عید الفطر کی رات، اور عید الاضحی کی رات"

(تاریخ دمشق لابن عساکر: 10/408)

تبصرہ:

یہ حدیث مسند الفردوس میں بھی مروی ہے (الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس مما ليس في الكتب المشهورة – مخطوط: **1/1488 ح 1556**)

شیخ ناصر الدین البانی اس حدیث کو سلسلۃ الضعیفہ میں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"موضوع" یعنی یہ حدیث من گھڑت ہے (1452)۔

اولا: یہ حدیث روایت کرنے کے بعد امام ابن عساکر عبد العزیز النخشبی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے سند میں موجود راوی ابو سعید بندار بن عمر بن محمد الرویانی کے متعلق فرمایا:

"**لا تسمع منه، فإنه كذاب**" اس نے اس سے نہیں سنا کیونکہ وہ کذاب تھا۔

ثانیا: نیز اس سند میں ایک سے زیادہ کذاب راوی ہیں، دوسرا کذاب شخص ہے ابراہیم بن ابی یحیی جس کا تفصیلی ذکر اوپر ابو درداء کی تیسری حدیث کے تحت گزر چکا ہے۔

ثالثا: مزید یہ کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والا شخص ابو قعنب کون ہے یہ بھی نہیں معلوم اسی لیے شیخ البانی اس کے متعلق فرماتے ہیں: "لم أعرفه" میں اس کو نہیں جانتا (سلسلۃ الضعیفہ: 3/649) لہذا یہ شخص مجہول ہے۔

احادیث ابی عمران الفراء (ق 2/64) میں ابو بکر بن لال نے اور تاریخ دمشق (3/217/2) میں ابن عساکر نے اس روایت کو ایک دوسری جگہ "إبراهيم بن محمد بن برة الصنعاني: حدثنا عبد القدوس بن الحجاج بن مرداس: حدثنا إبراهيم بن أبي يحيى عن ابن معتب عن أبي أمامة به" کے طریق سے بھی روایت کیا ہے۔ ابن لال کی روایت میں "ابن معتب" ہے اور ابن عساکر کی روایت میں "ابو قعیب" نام درج ہے اور جب کہ اوپر بیان کردہ روایت میں "ابی قعنب" ہے۔ شیخ البانی فرماتے ہیں کہ ان میں سے کسی نام کا بھی کوئی شخص نہیں ملا، ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد "ابو معتب" ہو اور اس کا نام "ابن عمرو الاسلمی" ہے جس کو ابو حاتم نے "الصحابہ" میں ذکر کیا ہے لیکن اس کا صحابی ہونا ثابت نہیں ہے جیسا کہ ابن مندہ نے کہا ہے۔

رابعا: عبد القدوس بن الحجاج سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد ابو المغیرۃ الخولانی ہے جو کہ ثقہ راوی تھا، لیکن شیخ البانی فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اس کے دادا کا نام "مرداس" بیان کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

خامسا: عبد القدوس سے روایت کرنے والا "ابراہیم بن محمد بن برۃ" بھی نا معلوم شخص ہے، شیخ البانی اس کے متعلق فرماتے ہیں: "فلم أعرفه" یعنی میں اس کو نہیں جانتا۔

الغرض یہ سند بھی موضوع و من گھڑت ہے۔ یہ روایت ایک دوسرے طریق سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کی حقیقت اوپر حدیث نمبر 4 کے تحت بیان کر دی گئی ہے۔

حافظ ابن حجر اس حدیث کے تمام طرق کے متعلق فرماتے ہیں: "وطرقه كلها معلولة" یعنی اس کے تمام تر طرق معلول ہیں (فیض القدیر: 3/454)۔

اوپر بیان کی گئی تمام تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ عید الفطر کی رات کی فضیلت اور عبادت کے متعلق وارد تمام احادیث سخت ضعیف و موضوع ہیں، کسی بھی طرح سے یہ حدیث حسن بننے کے قابل نہیں ہے۔

بلکہ حافظ ابن القیم نبی اکرم ﷺ کا عید پر معمول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "ثُمَّ نَامَ حَتَّى أَصْبَحَ، وَلَمْ يُحْيِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَلَا صَحَّ عَنْهُ فِي إِحْيَاءِ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ شَيْءٌ" پھر آپ صبح تک سو گئے اور اس رات کو نا جاگے، اور آپ ﷺ سے عیدین کی راتوں کو جاگنے کے متعلق کچھ بھی ثابت نہیں ہے (زاد المعاد: 2/228)۔

واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔